

نبیؐ کی ازواج اور بیٹیوں کا مقام

اگر اُمت کے بعض علماء نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام بلند کو اپنی سطح تک، قرآن کے خلاف، نیچے اتار لیا ہو؟ اور انہیں (معاذ اللہ) خطا کار مادیت سے ملوث انسان بنا دیا ہو؟ چالیس سال کی عمر تک انہیں وحی و نبوت سے محروم لکھ دیا ہو؟ تو اگر وہ ازواج رسولؐ اور رسولؐ زادیوں کو عام عورتوں کی طرح سمجھ کر ان سے عام مسلمانوں کا نکاح جائز قرار دے دیں تو آپ کو تعجب کیوں ہے؟ اور جب ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں اسی قسم کے علماء تمہارے راہنما اور لیڈر ہیں تو سید زادیوں کے بارے میں ان کا فتویٰ کیوں نہیں مانا جاتا؟ اور سید صاحبان اپنی بیٹیاں شریف قسم کے بچوں، قصابوں اور بڑوں کو دینے میں کیوں علامہ صاحب کا فتویٰ تسلیم نہیں کرتے؟ یہ کیا بات ہے کہ نماز، روزہ، خمس، زکوٰۃ، حج و جہاد میں تو آپ ان کا ہر حکم بلا دلیل ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہیں؟ لیکن جب آپ کی اپنی عزت و ناموس کا نمبر آتا ہے۔ تو آپ کو قرآن وحدیث سے دلیل مانگنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ اللہ کی عزت کے مقابلہ میں آپ کو اپنی عزت زیادہ پیاری ہے۔ آپ کو بتایا جاتا ہے کہ ہم اس مسئلہ پر ایک ایسی کتاب لکھ چکے ہیں کہ مسلمان تو ماشاء اللہ صاحبان ایمان ہیں، اس کتاب کو پڑھ کر تو ایک موسٹ ماڈرن کمیونسٹ بھی دل کی گہرائی سے محمدؐ و آل محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت میں پوری نوع انسان کی بزرگی تسلیم کرے گا۔ آپ نہ اس کتاب ”اسلام میں جنسی تعلقات“ کے شائع کرنے میں کوئی مدد دینا چاہتے ہیں نہ اس کے شائع ہونے تک انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ چاہتے ہیں تو بس یہ چاہتے ہیں کہ جوں ہی علامہ ڈھکو کے منہ سے کوئی غلط بات نکلے آپ فوراً ہمارا لکھا ہوا کوئی مضمون یا پمفلٹ اس کے منہ میں ٹھونس کر اس کا منہ بند کر دیں۔ آپ کا یہ ارادہ اور مقصد جذبہ قابل صد تحسین ہے۔ مگر اس ارادہ اور جذبہ کو آپ کے تعاون کے بغیر پورا کرتے چلے جانا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ دس بیس غریب مومنین پر طاقت سے زیادہ وزن ڈال دینا نہ خدا کو پسند ہے۔ نہ حضرت حجۃ علیہ السلام اس سے خوش ہو سکتے ہیں۔ ملک میں ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہوشمند غریب مومنین رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔ اگر یہ مجبان اہلبیتؑ ایک ایک پائی روزانہ پس انداز کر کے ادارہ کی مدد کریں تو ایک روز میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بنتا ہے۔ اور اگر اس پر پابندی سے عمل کر لیا جائے تو ہر ماہ پینتالیس لاکھ روپیہ کی رقم فراہم ہو سکتی ہے۔ جس سے ملت شیعہ کے پریس اور روزنامے ہفت روزہ اور ماہنامے دنیا میں محمدؐ و آل محمدؐ کا ڈنکا بجاسکتے ہیں۔ تمام عربی، فارسی کی کتابوں کے، قرآن کریم، نوح البلاغہ کے تراجم ساری دنیا کی زبانوں میں گھر گھر پھیلانے جاسکتے ہیں۔ دنیا میں محمدؐ و آل محمدؐ کے علوم کی دانش گاہیں اور یونیورسٹیاں برسر کار آ سکتی ہیں۔ ملت شیعہ کے تمام علمائے کرام کو باعزت خدمات پر لگایا جاسکتا ہے۔ اور روٹی اور روزی پر یہ تمام مذہبی اختلافات شیطان کے حوالے کئے جاسکتے ہیں۔ اور دنیا کی دیگر اقوام کی طرح

آپ بھی روپیہ کو خورد برد سے محفوظ رکھنے کا معصوم نظام (FOOL PROOF SYSTEM) قائم کر سکتے ہیں۔ بینکنگ میں آپ ماہر ہیں۔ حساب اور ریاضی میں ہمارا جواب نہیں ہے سائنس اور نظریاتِ عالم پر دستگاہِ کمال حاصل ہے۔ اس کے بعد بھی اگر آپ ڈھکوی کٹوئیں میں اصول الشریعة کے مینڈک بنے رہیں۔ اور اس ناہنجار ڈھکن کو اتار کر نہ پھینکیں تو بتائیے کہ ہم اور کیا کریں؟ بتائیے کہ مندرجہ بالا اسکیم میں کوئی بات ایسی ہے؟ جس پر ہر امیر و غریب و فقیر عمل نہ کر سکے؟ کوئی کام ایسا ہے؟ جس کے لئے کسی خاص ملکوتی قوت کی ضرورت ہے؟ کوئی جملہ یا کوئی لفظ ایسا ہے؟ جس کو سمجھانے یا جاننا جانتانے کے لئے کسی مجتہد سے فتویٰ مانگنا پڑے؟ یہ صرف آپ کے کرنے کا کام ہے۔ یہ سب کچھ محمد و آل محمد اور امام عصر علیہم السلام کو پسند آنے والی باتیں ہیں۔ اور گواہ رہئے کہ ہم نے آپ کی نصیحت میں زیادتی تو کی ہے کمی نہیں کی ہے۔

(ب) قارئین سوچ رہے ہوں گے کہ سیدزادی کے نکاح کا مسئلہ بیان کرنے کے بجائے مالی مسائل چھیڑ دیئے گئے۔ ذرا سوچئے کہ مسئلہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی تو سرمایہ اور مال کی ضرورت برقرار رہتی ہے۔ یہ مال ہی ہے جسکے نہ ہونے سے آج بھی ملک میں کئی ہزار سیدزادیاں اور غیر سید شریف زادیاں گھر میں محنت و مزدوری کر کے اور صبر کر کے تیس سال سے تجاوز کر چکی ہیں۔ سید تو ماشاء اللہ سید ہیں۔ غیر سید بچیوں کو بھی شوہر بننے والا کوئی نہیں ملا ہے۔ ملک میں لاکھوں اچھوت صرف اس لئے عیسائی بنتے ہیں کہ مال نہیں ہے اور بچیاں جوان ہیں۔ ہم ہمیشہ اصلاحی اسکیم پر کاربند رہتے چلے آئے ہیں۔ اس بحث میں تو ہمیں الجھایا گیا ہے۔

جب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والوں کی داستان سنائی گئی۔ مجبوراً ہمیں بھی علامہ ڈھکو کے سامنے آنا پڑا۔ ورنہ ہم ہر اس بحث کا ستیاناس کر چکے ہیں جو مومنین کے عقائد اور پوزیشن کو ڈانوا ڈول کرتی ہو۔ اور اب بھی مومنین کے خیال سے اپنی ضخیم ترین کتاب میں سے چند ایسے اصول پیش کرنا چاہتے ہیں جو حرام کو حلال کرنے والوں کا منہ بند کر سکیں۔ تفصیلات اور مزید سوالات و شکوک و شبہات کے مفصل جواب کے لئے مذکورہ کتاب کی اشاعت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ البتہ ہم ہر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب خطوط میں دے سکتے ہیں۔ اور وہ جوابات ماہنامہ۔ ”البشر“۔ میں آپ کی نظر سے گذر سکتے ہیں۔

1- قرآن کریم اور ازواج النبیؐ

قرآن کریم نے جہاں انسانی ضابطہ حیات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مکمل اور ہمہ گیر راہنما بتایا ہے۔ وہاں ان کی راہ نمائی میں خانوادہ رسول کو قیامت تک کے لئے برابر کا شریک قرار دیا ہے۔ تاکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو زندگی کے ہر دور، ہر عمر اور ہر صنف اور ہر طبقہ کے لئے معصوم و بے خطا نمونہ زندگی ملتا چلا جائے۔ اور انسان

ان نمونوں کے قدم بہ قدم چل کر بے روک و بلا الغرض ترقی کرتا چلا جائے۔ بچوں کے لئے الگ الگ معصوم نمونے خانوادہ رسولؐ میں ملیں گے۔ جوانوں، بوڑھوں اور مستورات کے لئے پاک و پاکیزہ بے مثل افراد کی زندگیاں سامنے ہیں۔ شادی شدہ اور دو شیزہ بچیوں کے لئے حیرت انگیز کارنامے مرتب و مدون موجود ہیں۔ خوشحالی کی شادیاں بھی ملیں گی۔ غربت، مسافرت اور ایام مصیبت میں انجام پانے والی شادیاں بھی ریکارڈ میں ہیں۔ الغرض انسانوں پر گزرنے والی کوئی حالت ایسی نہیں ہے۔ جس کے لئے خانوادہ رسولؐ سے راہ نمائی اور مکمل دستور العمل نہ مل جائے۔ جب قرآن کریم کی روشنی میں خانوادہ رسولؐ کے نمونے تیار کئے جا رہے تھے۔ اس وقت یہ بتایا کہ خانوادہ رسولؐ میں ازواج رسولؐ کو کیسا ہونا چاہئے؟

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتَنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ۔
(سورہ احزاب 33/32)

”يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتَنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ“
يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ.....
وَمَنْ يَفْنُتْ مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَاَعْمَلْ صَالِحًا تَوْتِيهَا
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝
(سورہ احزاب 31-33/30)

اللہ نے فرمایا کہ۔ ”اے نبیؐ کی عورتوں میں سے کسی ایک عورت کی بھی مانند نہیں ہو۔“

اور ان ہی کے لئے یہ بھی فرمایا کہ:-

”اے نبیؐ کی عورتوں میں سے جو کوئی..... کرے گی تو اس کو دو گنا عذاب دیا جائے گا اور تم میں سے جو کوئی خود کو اللہ و رسولؐ کے سپرد کر کے اصلاحی اعمال بجالائے گی تو ہم اسے اس کا دو دفعہ اجر عطا کریں گے۔ اور مفید سامان اس کے لئے تیار رکھیں گے۔“

2۔ ازواج رسولؐ کو عورتوں میں بے مثل و بے نظیر ہونا چاہئے؟

(الف) ازواج رسولؐ کیسی تھیں؟ اس پر قرآن کریم اور علمائے کرام نے کافی روشنی ڈالی ہے اور اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں ہے۔ ہم تو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ازواج رسولؐ کو یا خانوادہ رسولؐ کے اندر والی عورتوں کو کیسا ہونا چاہئے؟ کہ اس الٰہی کی عورتوں کو قیامت تک پیدا ہونے والی عورتوں میں سے کسی ایک عورت کی مانند بھی نہیں ہونا چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ اس مخصوص نبیؐ (النَّبِيُّ) کی عورتیں باہویاں کیوں بے مثل و بے نظیر ہونا ضروری ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ رسولؐ اور نبیؐ خود بے مثل و بے نظیر ہے اور تمام انبیاء و رسل علیہم السلام میں سے کوئی رسولؐ یا نبیؐ آنحضرتؐ جیسا نہیں ہے۔ کسی کی راہ نمائی اور رسالت ایسی ہمہ گیر و ازلی و ابدی نہیں ہے۔ تمام انبیاء تمام ملائکہ اور جن و انس اور حیوانات و نباتات و جمادات ان حضرات کی ہدایت کے محتاج ہیں اور ان سب پر واجب ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی اور خانوادہ نبوتؐ کی تعظیم و تکریم کریں۔ اگر حضرت مریم و ہاجرہ و سارہ علیہن السلام خانوادہ محمد مصطفیٰؐ سے افضل ہوں؟ تو شان ختمی مرتبت بڑھتی نہیں گھٹتی ہے۔ اس گھر کی بہو بیٹیاں تو ایسی ہونی چاہیں جن کی خدمت پر جناب مریم فخر کریں۔ جن کے روبرو ملائکہ جبرئیل و میکائیل

دست بستہ غلاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ جو اس گھر کے بچوں کو کھلائیں اور دیگر خدمات انجام دیں۔ یہ فطری اور دینی ضرورت اس گھر میں وہ عورتیں ہوں کہ جن کی مثال تمام نوع انسان میں نہ ملے جو خود ہی اپنی مثال ہوں۔ اور چونکہ نسل عورتوں سے چلتی ہے اس لئے ازواجِ نبیؐ کا بے مثل و بے نظیر ہونا اور بھی ضروری ہے۔ تاکہ اُن سے پیدا ہونے والی اولاد بھی بے مثل و بے نظیر ہو، معصوم ہو۔ اور خدا کی طرف سے ایک معجزاتی و کائناتی نمونہ ہو۔

(ب) سورہ احزاب میں مذکورہ جن ازواجِ نبیؐ کو یہ معیار بتایا گیا ہے۔ لازم ہے کہ انہیں یہ معیار اس حالت میں بتایا جائے جب کہ خانوادہٴ رسولؐ میں کوئی عورت پہلے سے مذکورہ معیار کا نمونہ موجود ہو۔ تاکہ زیر ہدایت عورتیں اس معیاری عورت کو دیکھ کر خود کو اس کے مقام کی طرف بلند کر سکیں۔ اور اگر ایسا عملی نمونہ موجود نہ تھا؟ اور خاندانِ نبوتؐ میں کوئی بھی عورت بے مثل و بے نظیر اور معیار قرآن پر پورا اترنے والی نہ تھی؟ تو اللہ ایسا حکم ہرگز نہ دے سکتا تھا جس پر عمل ناممکن ہو۔ نہ انہیں طلاق دے کر رخصت کر دینے کی دھمکی دینا جائز تھا (33/28) لیکن وہیں ان ہی آیات میں معیاری نمونہ کی عورت کا وجود ثابت ہے۔ جو احسان کو وظیفہ بنائے ہوئے، اپنا تن من دھن، طاہر و باطن جان و مال و اولاد کو اللہ و رسولؐ کو سپرد کئے ہوئے ہے (33/29، 33/31)۔ جس کی زبان سے نکلنے والی کوئی بات حق کے خلاف نہیں ہوتی (33/32) جو اپنے گھر میں نماز و زکوٰۃ و واجبات کی ادائیگی اور اطاعتِ خدا و رسولؐ میں ہمہ وقت مصروف ہے اور جسے اللہ نے پاک و پاکباز رکھنا طے کر رکھا ہے۔ جس سے ہمہ قسمی ناپسندیدہ چیزوں کی نفی کی جا چکی ہے (33/33) اور جس کی مثال دے کر ازواجِ نبیؐ کو گھروں میں رہنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ باہر نکلنے اور عام عورتوں کے طرز حیات سے منع کیا گیا۔ تقویٰ، بات چیت کا طریقہ اور نماز و عبادت اور خانوادہٴ نبوتؐ کے طرز پر تلاوت اور ذکر خداوندی کی تاکید کی گئی ہے (احزاب 33-34)۔ بہر حال ان آیات میں اتنا تو بلاشک و شبہ ثابت ہے۔ کہ نبیؐ کی ازواج کو عام عورتوں اور خاص عورتوں بلکہ عورتوں کی نوع سے بلند تر و عظیم تر ہونا چاہئے۔ اور چونکہ یہ معیار اللہ نے بیان کیا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ نبیؐ کی ازواج میں ایسی عورت یا عورتیں موجود ہوں۔ ورنہ اللہ کے خود قائم کردہ معیار پر آنحضرتؐ کو ناکام ماننا پڑے گا۔ لہذا تاریخ اور قرآن سے جنابِ خدیجہ اور جنابِ فاطمہؑ الزہراء سلام اللہ علیہما ہی وہ عورتیں ہیں جن پر خانوادہٴ نبوتؐ کی تعمیر اور تاسیس ہوتی ہے۔ اور انہیں روزِ مبالغہ مشخص کر دیا گیا تھا۔ اور قیامت تک نوع انسان کی ہدایت اور قرب خداوندی دلانے کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔

(ج) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی طور پر وابستہ حضرات کا جو مقام ہے۔ اُس کا احترام ثابت کرنے کے لئے ازواجِ نبیؐ کی حرمت و مقام کو بلند کرنے کا جو اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کی انتہا یہ تھی کہ ان ماہرینِ نفسیات و سیاسیات کی اسکیم کو ختم اور تباہ

کرنے کے لئے وہ راستہ ہی بند کر دیا جس سے کوئی شخص خانوادہ نبوت میں شرکت کے لئے داخل ہو سکے اور یہ کہہ سکے کہ دیکھو وہی عورت میری زوجہ ہے جو ایک روز آنحضرت کے خانوادہ میں یا نبی کی ازواج میں شامل تھی۔ چنانچہ اللہ نے بڑے اہتمام و دلائل کے ساتھ چند احکامات دیئے ہیں۔ چنانچہ وہی سورہ احزاب کہتی ہے۔

<p>1- کوئی مومن کہلانے والا شخص بلا نبی کی اجازت کے نبی کے کسی بھی گھر میں ہرگز اور کبھی بھی داخل نہیں ہو سکتا۔</p> <p>2- اور یہ اجازت بھی صرف اس صورت میں اور صرف ان مردوں کو ہوگی جن کو خود رسول ﷺ (احزاب 54-53/33) عَلِيْمًا</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِ إِنَّهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنَسِينَ لِحَدِيثِ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا زَوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِن تَبَدُّوا أَسْيَافًا أَوْ تَخْفَوْهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (احزاب 54-53/33)</p>
---	---

اللہ کھانے کی دعوت دیں۔

3- اور یوں بلائے جانے والے لوگ بھی کھانا تیار ہو جانے کے بعد بلائے پر آئیں گے نہ کہ کھانا پکنے کے دوران
دھرنادے کر بیٹھ جائیں اور ڈھکن چپن اتار کر برتنوں کا ملاحظہ شروع کر دیں۔ 4- چنانچہ جب بلا یا جائے تو گھر میں آؤ اور کھانا
کھاتے ہی پھٹکا کھاؤ۔ 5- یہ نہیں کہ وہاں انس و محبت کے رنگین فسانے چھیڑ دو۔ 6- یقیناً ماضی میں تم لوگوں کی یہی انسیت خیز
باتیں جو تم رسول کی بیویوں سے کرتے تھے نبی کو سخت اذیت پہنچاتی تھیں اور وہ اپنے ناموس کے متعلق کھل کر بات کرنے سے
شرماتے تھے۔ لیکن اللہ حق و باطل کو ظاہر کرنے میں شرماتا نہیں ہے۔ 7- اور اگر تمہیں کچھ مال طلب کرنا ہو تو نبی کی ازواج سے
دور رہ کر پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔ 8- نبی کی ازواج کے ساتھ مذکورہ سلوک کرنا تمہارے دلوں کو اور ان کے دلوں کو پاک
کرنے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔ 9- اور تمہارے لئے کسی طرح یہ جائز نہیں ہے کہ نبی کی ازواج سے مذکورہ عمل درآمد قائم
رکھ کر رسول اللہ کو اذیت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم نبی کی ازواج سے تا قیامت نکاح کرو۔ تمہارے آج تک کے وہ سب
ارادے اور اعمال اللہ کے نزدیک عظیم ترین منصوبہ تھے۔ 10- خواہ تم اعلانیہ اسے ظاہر کرتے رہو یا پوشیدہ رکھو اللہ یقیناً ہر چیز کا
علیم و عالم ہے۔

3- خانوادہ نبوت کی عورتوں سے نکاح تا قیامت حرام ہے؟

ہماری مفصل کتاب میں قرآن کریم کی سینکڑوں آیات ازواج النبیٰ اور بنات النبیٰ سے مناکحت اور اس جیسے تمام تعلقات کو حرام ثابت کرنے کیلئے موجود ہیں۔ لیکن یہاں سورہ احزاب کی یہ دونوں آیتیں (54-53/33) نہایت واضح الفاظ میں یہ بتاتی ہیں کہ مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ موجود تھا۔ جو کہ رسول اللہ کی زندگی ہی میں رسول اللہ کی بعض ازواج سے نکاح کرنے کی اسکیم چلا رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ ازواج نبیٰ سے ایسے تعلقات جاری رکھے جن سے صورت حال مشکوک ہو جائے۔ (سورہ نور 11-9/24 اور آنحضرتؐ تنگ آ کر متعلقہ ازواج کو طلاق دے دیں۔ چنانچہ مذکورہ اسکیم کے مطابق حالات کو حد بھر مشکوک کیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ازواج رسول کو طلاق کی دھمکی دی۔ انہیں بتایا کہ ازواج اور نبیٰ کی عورتوں کو بے مثل و بے نظیر بنا چاہئے۔ فعل حرام پر دو گنے عذاب کی اطلاع دی۔ انہیں اس گروہ کی ہمت افزائی سے روکنے کیلئے محبت انگیز گفتگو سے منع کیا گیا اور گھروں سے باہر نکلنے کی ممانعت کر دی گئی۔ (سورہ احزاب 33-28/33) اور جب وہ گروہ رسول کے مکانات کے اندر بھی اپنا اثر و نفوذ قائم کر رہا تھا۔ تو تمام ایمان لانے والوں پر خانوادہ رسول میں داخلہ بند کر دیا گیا۔ قیامت تک اس خانوادہ کی عورتوں سے نکاح حرام ہو گیا۔ جنسی موانست کی باتیں کرنا گناہ کبیرہ قرار پا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس خانوادہ کے دامادوں کو خانوادہ کے مکانوں کے اندر اپنی ازواج سے ازدواجی تعلقات اور پیار و محبت کی باتیں کرنے سے نہیں روکا جاسکتا تھا۔ وہ تو پہلے سے ان گھروں میں رہتے تھے۔ یہ بات صرف خانوادہ سے باہر کے مسلمانوں کے لئے فرمائی گئی ہے۔ وہ ہرگز رسول اللہ کے خانوادہ میں نکاح نہیں کر سکتے۔ اس خاندان کی عورتوں کے محرم نہیں ہو سکتے۔ اس خاندان کی مستورات کا پردہ بحال رکھنا انکے فرائض میں سے ہے حتیٰ کہ نبیٰ سے متعلق کسی گھر میں بلا اجازت نبویٰ داخل نہیں ہو سکتے۔ لہذا نکاح تو تعلقات کی آخری حد ہوتی ہے۔ ہمیں تو قرآن سے کوئی ایسی آیت بھی نہیں دکھائی جاسکتی جس سے نبیٰ کی ازواج یا بیٹیوں سے ملنے کیلئے نبیٰ کے گھر میں بلا اجازت نبویٰ داخلہ جائز ہو جائے۔

4- نبیٰ کی بیٹیوں کو کس دلیل سے باقی مسلمانوں پر حرام کیا گیا؟؟

پہلی دلیل:- سورہ احزاب کی آیت (53/33) نے جن مومنین پر ازواج رسول کو حرام کیا ہے وہی آیت بیٹیوں کو غیروں پر حرام کرتی ہے۔ اس لئے کہ ازواج رسول قیامت تک حرام کی گئی ہیں۔ حالانکہ ازواج چند سال تک دنیا میں رہیں۔ ان کے لئے لفظ ابداً بلا ضرورت ہے۔ یہ کہہ دینا کافی تھا کہ:-

وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ

اور یہ کہ اس کے بعد اس کی ازواج سے نکاح نہ کرو گے۔ تا قیامت یا بعد تک

(ابدأ) کی قید اور پابندی لگا دینے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ قیامت تک یا تو ازواج رسولؐ اس طرح زندہ اور قابل نکاح موجود رہیں گی کہ لوگوں کے لئے نکاح کر لینا ممکن رہے۔ یا ازواج رسولؐ کا کوئی جز اس طرح باقی رہتا چلا جائے گا جس سے نکاح کرنا قیامت تک حرام رکھنے کا حکم صحیح ثابت ہو۔

دوسری دلیل:- اور یہ کہ تمام اہل مذاہب جانتے ہیں کہ جس شخص پر ماں سے نکاح حرام ہوتا ہے۔ اُس پر اُسی ماں کی تمام بیٹیاں اور نواسیاں وغیرہ بھی حرام ہوتی ہیں اور یقیناً بیٹی اپنی ماں کا جُز ہوتی ہے اور ماں جائی سے نکاح کر لینا بیزید کے سوا کسی اور شریف آدمی سے متوقع نہیں ہے اور یہ بات بھی گذشتہ آیات (33/6) میں ثابت ہو چکی ہے کہ مومن مردوں کے لئے ازواج رسولؐ ماں ہیں اور احترام و حرمت میں ماں سے بڑھ کر ہیں اور یہ کہ:-

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ
وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ..... الخ (33/6)

- ”یہ نبیؐ تمام مومنین کی جانوں سے زیادہ حکومت و اختیار کا مالک ہے۔ اور نبیؐ کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں اور ازواج کے رجموں (بچہ دانیوں) سے تعلق رکھنے والے کتاب خداوندی

میں آپس میں ایک دوسرے پر حکومت و اختیار میں زیادہ ہیں۔ مگر تمام باقی مومنین اور مہاجرین سے حکومت و اختیار میں سب سے بڑھ کر ہیں۔“

یہ آیت واضح الفاظ میں ازواج نبیؐ کو مومنین کی ماں ثابت کرتی ہے اور ان ماؤں کے رحم سے پیدا ہونے والوں کو مہاجرین و انصار اور ہر قسم کے مومن سے زیادہ واجب الاحترام ثابت کرتی ہے۔ لہذا ازواج رسولؐ کی اولاد کا احترام تمام امت پر واجب ہے۔

تیسری دلیل:- لہذا خانوادہ رسولؐ کی لڑکیاں اگر امت کے مردوں سے جائز مان لیں تو انہیں اللہ کی کتاب کے خلاف اپنے شوہروں کی اطاعت اور عزت و احترام کرنا بھی واجب مانا جائے گا۔ حالانکہ ان لوگوں پر ان اولوالارحام کی اطاعت و احترام واجب تھا۔ قرآن کی خلاف ورزی کر کے اس کے حکم کو اُلٹ لینا بھی حرام ہے۔ لہذا خانوادہ رسولؐ کی بیٹیاں امت کی بہنیں ہیں اور واجب الاحترام ہونے کی وجہ سے حرام بھی ہیں۔

چوتھی دلیل:- فاطمہ زہراء علیہا السلام خانوادہ رسولؐ کی نمائندہ عورت ہیں

جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ اس وقت کی موجودہ ازواج رسولؐ کے لئے ایک ایسی عورت موجود ہونا چاہیے جو ازواج رسولؐ کے لئے بے مثل و بے نظیر ہونے کا عملی نمونہ ہو۔ جو یہ ثابت کرے کہ نبیؐ کے گھر میں بے مثل و بے نظیر زوجہ موجود رہی اور اس سے بے مثل و بے نظیر لڑکی یا بیٹی بھی پیدا ہوئی تھی۔ یہی بے نظیری تھی جس کی وجہ سے آپؐ کو اللہ نے قرآن کی سند سے مذاہب

عالم کے سامنے بطور چیلنج پیش کیا تھا۔ اللہ نے نمائندگان مذاہب عالم سے فرمایا تھا کہ:-

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْقَصَصِ الْحَقِّ ۝ اِلٰخ (آل عمران 62-61/3)	”اے رسول ان سے کہہ دو کہ آؤ ہم اپنی عورتوں کو میدان مقابلہ میں بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو لے آؤ اور ہم اپنے بیٹوں کو لائیں اور تم اپنے بیٹوں کو مدعو کر لو۔ اور ہم اپنے نفوس کو بلا لیں اور تم اپنے نفوس کو میدان میں جمع کر لو۔ پھر ہم دونوں نمائندگان مذاہب فیصلہ کے لئے اللہ کو
---	--

اختیار دے کر حق و باطل کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹوں پر اللہ کی محرومی نازل ہونے کی دعا کریں۔ اور یقیناً مقابلہ حق و باطل کا یہ قصہ تو ہمیشہ سے سچا ثابت ہوتا چلا آیا ہے۔“

یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اس آیت میں نہ بیٹیوں کا ذکر ہے نہ ازواج کی قید ہے ہر عورت مدعو ہے۔ خواہ بیٹی ہو یا بیوی ہو یا ماں ہو یا بہن ہو۔ بہر حال یہ سب عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ لیکن مقابلہ کی نوعیت یہ ہے۔ کہ مقابلہ پر آئیوالی عورت نہ صرف یہ کہ زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولی ہو۔ نہ اس سے جھوٹ بولنے کا آئندہ امکان ہو۔ بلکہ وہ عورت ایسی بھی ہو کہ خداوند عالم اسکی دعا پر فوری مہر تصدیق لگا دے اور مرتبہ میں رسول کے برابر کھڑی ہو سکتی ہو۔ ایسی عورت ہو جو رسول کی ازواج کی نمائندگی بھی کرے۔ اور امت کی ازواج کی طرف سے بھی نمائندہ ہو جو رسول کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی بھی نمائندہ ہو اور امت کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں بھی اس پر فخر کریں۔ ایسی عورت دنیا میں ایک ہی گذری ہے۔ اور وہ ہے جناب فاطمہ بنت رسول و خدیجہ سلام اللہ علیہ و علیہم اجمعین۔ اور اسی جناب کو اُمّ ابیہا ”اپنے باپ کی ماں“ بھی فرمایا گیا ہے۔ یہ خصوصیت اس وقت کی ازواج رسول میں موجود نہ تھیں۔ حالانکہ ایسی عورتیں موجود تھیں جو ان ازواج سے ہر حیثیت سے بہتر تھیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا تھا کہ:- ”اگر رسول تم کو طلاق دے

عَسَى رَبُّهُ اَنْ يُّبَدِلَهُ اَرْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَن مَّسْلِمًا مِّنْ مِّنْتِ مَوْنٰتِ قَلْبَتِ تَبِيَّتِ عِبْدَتِ سَلْحَتِ تَبِيَّتِ وَ اَبْكَارًا ۝ (سورہ تحریم۔ 66/5)	دیں تو ان کا پروردگار تمہارے بدلہ میں
--	---------------------------------------

انہیں تم سے بہتر بیویاں دے گا۔“

قارئین اس آیت کا ترجمہ علامہ مودودی سے سننا مزید لطف پیدا کریگا۔ علامہ لکھتے ہیں کہ:-

”بغید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق دیدے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں۔ ۱۰ سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، ۱۲، توبہ گزار، ۱۳ عبادت گزار، ۱۴ اور روزہ دار، ۱۵ خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ،“ (تفہیم القرآن جلد نمبر 6- صفحہ 29-26)۔

چونکہ معاملہ ازواج رسول کا ہے۔ اسلئے علامہ نے ایک ہی آیت میں چھ (6) عدد وضاحتی نوٹس لکھے ہیں۔ ہم بھی ان کا پہلا نوٹ قارئین کو دکھانا ضروری سمجھتے ہیں لکھا ہے کہ:-

۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصور صرف حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ ہی کا نہ تھا۔ بلکہ دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ نہ کچھ قصور وار تھیں۔

اسی لئے ان دونوں کے بعد اس آیت میں باقی سب ازواج کو تنبیہ فرمائی گئی ہے۔ (ایضاً صفحہ 26)

چونکہ قرآن کی تفسیر میں مجتہدین کے لئے جھوٹ بولنا جائز رہا ہے۔ اس لئے علامہ نے یہاں اپنی اجتہادی قوت سے لفظ ”سب ازواج“ لکھ دیا ہے۔ بہر حال سب ازواج قصور وار تھیں یا نہیں؟ اور وہ قصور کیا تھا؟ اس سے ہماری گفتگو کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری بات قرآن سے ثابت ہے کہ میدان مبالغہ ہو یا خانوادہ رسول کے گھروں کی چار دیواریاں ہوں۔ یا کائنات کی تمام وسعتیں ہوں۔ حضرت خدیجہ کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہما سے بزرگ تر وہ بے مثل و بے نظیر کوئی عورت موجود نہ تھی۔ یعنی یہی وہ معیار تھیں جسے نمونہ بنانے کی تاکیدیں ازواج رسول کو قرآن کرتا رہا اور وہ بقول مودودی اور قرآن کریم سورہ تحریم کے نزول (۹ھ) تک برابر قصور وار رہتی چلی گئیں۔

پانچویں دلیل:- قارئین غور فرمائیں کہ جن ازواج رسول کا یہ حال قرآن بیان کرے اور علامہ مودودی اور تمام علمائے اسلام اس حال کی تصدیق کریں اور اللہ نے جن کو ایسا سرٹیفیکیٹ قرآن میں دیا ہو کہ علامہ مودودی اس کی تصدیق کرنے میں مفسرین سے لے کر صحابہ کرام تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ ہم قارئین کی تصدیق کے لئے یہ ساری محنت دکھاتے ہیں۔

(الف) اللہ کا سرٹیفیکیٹ :- **فَقَدْ صَعَتُ قُلُوبُكُمْ** (66/4)

(ب) علامہ مودودی کا ترجمہ:- تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

(ج) علامہ مودودی کا سرٹیفیکیٹ:- اصل الفاظ **فَقَدْ صَعَتُ قُلُوبُكُمْ**۔ ”صَعُو عربی زبان

میں مڑ جانے اور ٹیڑھا ہو جانے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔“ (مودودی کا بیان جاری ہے)

(د) شاہ ولی اللہ کا ترجمہ:- شاہ ولی اللہ صاحب نے اس فقرہ کا ترجمہ کیا ہے۔ ”ہر آئینہ کج شدہ است دلِ شام“۔

(ه) اور شاہ رفیع الدین کا ترجمہ:- ”کج ہو گئے دل تمہارے“۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ ابن عباسؓ، سفیان ثوریؓ اور ضحاکؓ نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

(و) صحابہ کا سرٹیفیکیٹ:- ”یعنی تمہارے دل راہ راست سے ہٹ گئے ہیں۔“ **زَاغَتْ قُلُوبُكُمْ**۔

امام رازی اس کی تشریح میں کہتے ہیں۔

عدلت ومالت عن الحق وهو الحق

(ز) امام رازی کا سرٹیفیکیٹ:-

”حق سے ہٹ گئے ہیں اور حق سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور علامہ آلوسی کی تشریح یہ ہے۔

مالت عن الواجب من موافقته صلی اللہ علیہ

علامہ آلوسی کا سرٹیفیکیٹ:-

یعنی۔ ”تم پر واجب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ

پسند کریں اسے پسند کرنے میں اور جو کچھ آپ ناپسند کریں اسے ناپسند کرنے میں آپ کی موافقت کرو۔ مگر تمہارے دل اس

معاملہ میں آپ کی موافقت سے ہٹ کر آپ کی مخالفت کی طرف مڑ گئے ہیں“۔ (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 22-23)

اس تحقیق شدہ مخالفت کے باوجود بھی ازواج رسول کا احترام واجب سمجھا گیا ہے۔ اور علامہ مودودی نے بلاقرآن کی

سند کے ہر جگہ ”ازواج“ کے ساتھ لفظ ”مطہرات“ یعنی پاکیزہ لکھا ہے۔ یہ صرف اسی لئے ہے نا؟ کہ ان کو آنحضرت کی ازواج

ہونے کی عزت ملی تھی؟ اب سوچنا یہ ہے کہ جب حضور سے نکاح اس قدر محترم بنا دیتا ہے۔ تو ان کی بیٹیوں اور بیٹوں کا کیا مقام

ہوگا؟ جن میں خود رسول اللہ کا اپنا خون گردش کرتا تھا؟ جن کو اپنے قلب کا ٹکڑا ہونے کی زبانی وفطری سند دی گئی تھی؟ جن کا

گوشت پوست خود آنحضرت کا گوشت پوست تھا؟ جب ان کی ازواج سے کسی غیر مرد کا نکاح حرام ہے؟ تو ان کی بیٹیوں سے

خانوادہ رسول کے علاوہ کیسے کوئی اور شخص نکاح کر سکتا ہے؟ لہذا ماننا پڑے گا کہ قرآن کے حکم کے مطابق کوئی غیر مرد نہ رسول کی

بیٹیوں کا ہم پلہ اور کفو ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی کمتر اور غیر شخص کی اطاعت کر سکتی ہیں۔ لہذا غیر سید کا سیدزادی سے نکاح حرام ہے۔

اس لئے کہ وہ رسول کی بیٹیاں ہیں اور ان میں رسول اللہ کے خون کے ذرات موجود ہیں۔ اور جب کہ اللہ و قرآن کے ساتھ ساتھ

آنحضرت نے خود تصریح فرمادی ہو کہ:-

5۔ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں

(1) رسول اللہ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں کہ میں تم

میں اور تمہاری ازواج میں نکاح کرتا ہوں۔ صرف اس لئے کہ

میں بشریت میں تمہاری مثل ہوں۔ سوائے فاطمہ کے وہ اس بات

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْزَوْجُ فِيكُمْ

وَأَزْوَاجُكُمْ إِلَّا فَاطِمَةَ - فَإِنَّ تَزْوِيَجَهَا نَزَلَ مِنْ

السَّمَاءِ (من لا يحضره الفقيه كتاب النكاح)

سے مستثنیٰ ہے۔ ان کی تزویج اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

(2) اور فرمایا کہ اگر اللہ نے فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے پیدا نہ کر دیا ہوتا؟ تو اس کرہ ارضی پر کوئی آدم زاد اس کی شوہریت کیلئے ہم سر یا کفونہ ہوتا علیؑ کے علاوہ۔

(3) اور آنحضرتؐ نے اولاد علیؑ و جعفر علیہما السلام کے لئے یہ نظریہ قائم فرمایا کہ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کیلئے ہیں اور ہمارے بیٹوں کیلئے ہماری بیٹیاں ہیں۔ اور

(الفقیہ کتاب النکاح باب اکفاء صفحہ 412)

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خانوادہ رسولؐ کے علاوہ باقی مومنین (المؤمنون) آپس میں بعض بعض کے کفو ہیں یا نکاح کے لئے ہم سر ہوتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 412)

اگر کوئی شخص واقعی مومن ہے؟ اور قرآن و حدیث کے الفاظ میں ہیر پھیر کونا جائز سمجھتا ہے؟ تو اس کے لئے یہ چند صفحات و آیات و احادیث کافی ہیں اور اگر اس سے کوئی شخص بحث و مباحثہ کرے تو پہلے نمبر پر اس سے کہنا چاہئے کہ جناب ایک آیت یا ایک حدیث ایسی پیش فرمائیں جس میں مندرجہ بالا آیات و حدیث کے خلاف یہ الفاظ موجود ہوں کہ:-

”علیؑ و فاطمہؑ کی نسل کی عورتیں غیر سادات سے نکاح کر سکتی ہیں یا غیر سادات علیؑ و فاطمہؑ کی نسل کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔“

رہ گئے خطا کار لوگوں کے فتاویٰ اور غیر معصوم علماء کے احکام؟ وہ قرآن و حدیث کے بغیر ناقابل اعتناء اور مردود ہوتے ہیں۔ اور دوسرے نمبر پر وہ مثال طلب کریں جس میں مندرجہ بالا نظریہ کے خلاف کسی امام معصوم نے حکم دیا ہو۔ یا خود اپنی بیٹی بہن وغیرہ کو غیر سید سے جائز کیا ہو۔ اور پھر اسے یہ عملی صورت دکھادیں کہ جہاں باقاعدہ یہ مسئلہ عملاً طے کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک خارجی جناب ہشام بن حکم سے سوال کرتا ہے:-

”اے ہشام تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ کیا عجم کے باشندے مسلمان عربوں میں نکاح کر سکتے ہیں؟ ہشام نے کہا کہ ہاں ہاں کر سکتے ہیں۔ پھر پوچھا کیا عرب کے مسلمان قریش میں نکاح کر سکتے ہیں؟ جواب ملا کہ ہاں ہاں۔ پھر دریافت کیا کہ کیا قریش بنی ہاشم میں نکاح کر سکتے ہیں؟ پھر بھی کہا کہ ہاں کر سکتے ہیں۔“

لقی ہشام بن الحکم بعض الخوارج فقال . یا ہشام ماتقول فی العجم یجوز ان یتزوّ جوا فی العرب؟ قال: نعم، قال فالعرب یتزوّ جوا من قریش؟ قال: نعم۔ قال: فقریش یتزوّ جوا فی بنی ہاشم؟ قال: نعم۔ قال: عمّن أخذت هذا؟ قال: عن جعفر بن محمد سمعته یقول

ہیں۔ اب اس نے پوچھا کہ تم نے یہ جوابات کس سے حاصل کئے ہیں۔ کہا کہ امام جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے جنہیں میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ خون کے معاملہ میں ایک دوسرے کے کفو (ہمسر) ہو لیکن فروج (جنسی تعلقات) کے معاملہ میں کفو نہیں ہو۔ کہتے ہیں کہ وہ خارجی اٹھا اور سیدھا امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ اور بتایا کہ میں ہشام سے ملا تھا اور میں نے یہ یہ سوالات کئے اور انہوں نے ایسے ایسے جوابات دیئے اور یہ بھی کہا کہ یہ جوابات اس نے آپ سے سنے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ صحیح ہے میں نے ایسا کہا ہے۔ چنانچہ اس خارجی نے کہا کہ یہ لو میں آپ کے خاندان میں آپ سے رشتہ (مگنی) طلب کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی قوم میں نسلی خون اور خاندانی وجاہت میں کفو ہو (شادی نکاح کے لئے فٹ ہو)

اتسکا فاما دمائکم ولا تتکافا فروجکم۔ قال: فخرج الخارجی حتی اتی ابا عبد اللہ علیہ السلام۔ فقال انی لَقِیْتُ هِشَامًا فَسَأَلْتَهُ عَنْ كَذَا فَآخَبَنِي بِكَذَا وَكَذَا وَذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْكَ۔ قَالَ: نَعَمْ۔ قَدْ قُلْتُ ذَلِكَ۔ فقال الخارجی فیہا انا اذا قَدْ جِئْتُكَ خَاطِبًا۔ فقال له ابو عبد اللہ علیہ السلام اِنَّكَ لَكُفُوْفِي دَمِكَ وَحَسْبِكَ فِي قَوْمِكَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ صَانِئًا عَنِ الصَّدَقَةِ وَهِيَ اَوْ سَاخِ اَيْدِي النَّاسِ۔ فنكره ان نشرك فِيمَا فَضَّلْنَا اللّٰهَ بِهِ مَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهَ لَهُ مِثْلًا مَا جَعَلَ اللّٰهَ لِنَا۔ فقَام الخارجی فهُوَ يَقُولُ تَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِثْلَهُ قَطُّ رَدَّنِي وَاللّٰهِ اَفْبَحَ رَدِّ وَمَا خَرَجَ مِنْ قَوْلٍ صَاحِبِهِ۔

(فروع کافی کتاب النکاح جلد 5 صفحہ 345 طبع طهران)

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں صدقہ سے محفوظ رکھا ہے۔ اور صدقہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہوتا ہے۔ چنانچہ جس فضل و بزرگی میں اللہ نے ہمیں مخصوص درجہ عطا کیا ہے۔ اس میں کسی ایسے شخص کو شریک کرنا ہمیں ناپسند ہے۔ جسے اللہ نے خود ہی ہماری مثل فضیلت نہ دی ہو۔ یہ سن کر وہ خارجی اٹھا اور یہ کہتا ہوا چل دیا کہ خدا کی قسم میں نے آج تک اس شخص کے مانند کوئی اور مرد قطعی نہیں دیکھا۔ اس نے تو مجھے بدترین شکست دے دی اور اپنے مبلغ کے قول کو بھی بحال رکھا ہے۔

6۔ سیدزادی کی موت غیر سید کی زوجیت سے بہتر ہے

اب ہم قارئین کو ایک دردناک تاریخی قصہ سنا کر اس کتابچہ (مضمون) کو ختم کئے دیتے ہیں۔ یہ قصہ ان سیدوں اور سیدزادیوں کو ہمت عطا کرے گا جو انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ درد انگیز داستان کتاب منتھی الامال وغیرہ سے لکھی جا رہی ہے۔ حضرت زید شہید علیہ السلام کی شہادت کے بعد حکومت نے زید کے پورے خاندان کو گرفتار کر کے قید خانوں میں ڈال دیا تھا۔ حضرت زید نے اپنے بعد اپنے تیسرے بیٹے جناب عیسیٰؑ کو اپنی تحریک کا سربراہ بنایا تھا۔ اور وہ زیر زمین (UNDER GROUND) کام کر رہے تھے۔ ان کو گرفتار

کرنے اور ان کی جائے پناہ معلوم کرنے کے لئے ہی خاندان گرفتار ہوا تھا۔ چنانچہ ہم ابوالفرج کے بیانات کا ترجمہ سناتے ہیں۔ وہ کتاب مذکور جلد دوم صفحہ 51 پر لکھتے ہیں کہ:-

”جناب عیسیٰ بن زید ایک جلیل القدر، صاحب علم و تقویٰ اور عابد و زاہد مرد تھے۔ جس زمانے میں وہ مخفی زندگی گزار رہے تھے۔ یحییٰ بن حسین بن زید نے یا کتاب عمدة المطالب کے مطابق محمد بن محمد بن زید نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ مجھے میرے چچا عیسیٰ کا پتہ بتائیے۔ تاکہ میں جا کر ان سے ملاقات کروں۔ میرے لئے اب یہ صورت حال برداشت کرنا نہایت تکلیف دہ اور ذلت کی بات ہے کہ میرا ایسا بہادر اور عالم چچا موجود ہو اور میں اسے دیکھ بھی نہ سکوں۔ (صفحہ 52) باپ نے پتہ بتانا خطرناک سمجھا ٹالنا چاہا۔ لیکن جوانی کی ضد اور خون کا جوش سنبھالا نہ گیا۔ پتہ بتانا پڑا اور حد بھرتا کید و احتیاطی تدابیر بتا کر نوجوان بیٹے کو روانگی کی اجازت دے دی۔ چچا کی تلاش میں چلا۔ کوفہ پہنچا اور اس راستہ پر ٹھلنا شروع کیا جدھر سے چچا کے آنے کی امید تھی۔ اچانک دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ باپ کے ہم شکل اونٹ کے آگے آگے مہار پکڑے ہوئے آ رہا ہے۔ اونٹ پر پانی کی خالی مشکلیں لدی ہوئی ہیں جب انہیں دیکھا بے ساختہ منہ سے چیخ نکل گئی۔ ضعیفی کا عالم اور یہ مشقت؟ بڑی قوت کے ساتھ ضبط کیا۔ اور ذرا سا دُور دُور رہتے ہوئے پیچھے چلنا شروع کیا۔ آخرا ایک ایسا مقام آیا جہاں قطعاً تنہائی مل سکتی تھی۔ دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئے اور بے قرار ہو کر رونا شروع کیا۔ حیرانی کے عالم میں چچا نے سنبھالا۔ تعارف ہوا۔ حالات بتائے چچا نے سنایا کہ بیٹے عرصہ دراز پہلے روپوش ہو کر یہاں آیا تو ایک بڑھے سقہ کے پاس کام کرنا شروع کر دیا۔ مجھے غریب سمجھ کر اس نے میری خدمات قبول کر لیں۔ مجھے اپنے بیٹوں کی طرح رکھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہوا۔ اور مجھ سے کہا کہ بیٹے میرے بعد یہ بڑھیا اور میری جوان بچی بے سہارا رہ جائیں گے۔ تم شریف نسل کے جوان معلوم ہوتے ہو کیا تم ان لوگوں کا مستقل سہارا بن سکتے ہو؟ میں حیران تھا کہ کیا کہوں۔ بہر حال مجھے ٹھکانا درکار تھا۔ مروت نے زور مارا میں نے وعدہ کر لیا۔ اس نے ماں بیٹی کو بلایا اور میرے سپرد کیا اور کہا کہ تم میری اس بچی کو زوجیت میں لے لو۔ بیٹے مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹا پڑ رہا تھا۔ غریب الوطنی کے عالم میں مجھے یہ بھی منظور کرنا پڑا۔ آخر مرد ضعیف نے داعی اجل کو بلبک کہا۔ اور میں نے گھر کی تمام ذمہ داری سنبھال لی۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے گھر میں ایک معصوم بچی نے جنم لیا۔ اور اسی دن سے میرا دل گھٹنے اور صحت بگڑنے لگی۔ یا اللہ اب کیا ہوگا؟ میں انہیں بتا نہیں سکتا کہ میں سرکارِ دو عالم کا نورِ نظر ہوں۔ ادھر میں تفکرات میں گھلتا رہا۔ ادھر بیٹی بچپن سے جوانی کی طرف بڑھتی رہی۔ میں اُسے گود میں لیتا۔ چند چیزیں بطور کہانی سناتا اور بے قرار ہو کر رویا کرتا تھا۔ آخرا اس نے ہمارے خاندان کی تمام صفات پائی تھیں۔ وہی صورت وہی متانت وہی وقار نمایاں تھا۔ سقوں کی برادری میں بچی کی شہرت اور عزت بڑھتی گئی۔ اور وہ جوانی کی عمر تک آ پہنچی۔ میں اپنی دعاؤں میں اللہ سے اس مشکل کا حل طلب کرتا تھا۔ چھپ کر دعا مانگتا تھا۔ سو فیصد تقیہ کرنا

واجب تھا۔ میں اس معصوم کو دیکھ کر کڑھتا تھا۔ بھوک بند ہو چکی تھی۔ کمزروی بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک دن وہی ہوا۔ جس کے خیال سے میری روح کانپ جاتی تھی۔ بیوی میرے پاس آئی اور بڑی ہمت کر کے کہا کہ یوں تو بچی کے رشتے جگہ جگہ سے آرہے تھے۔ مگر کل ایک کافی آسودہ حال اور شریف خاندان کے یہاں سے پیغام آیا ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی اور مجھ پر غشی کا عالم طاری ہوتا جا رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی۔ دوسرے روز پھر ہمت کی اور آج ہاں یا نہ کا جواب لینے پر ضد کی۔ بیٹے سوچو کہ میں کیسے اقرار کر سکتا تھا؟ اگر جان کی بات ہوتی تو اپنا تمام اثاثہ دے کر بچا سکتا تھا۔ یہ تو رسول اللہ کی عزت کا سوال تھا۔ یہ جنات فاطمہ الزہراء اور علی مرتضیٰ علیہما السلام کا معاملہ تھا۔ یہ ناموس خداوندی کی بات تھی۔ اگر گلا کاٹ کر مر جانے سے خاندانی عزت بچ سکتی تو مجھے دریغ نہ تھا۔ لیکن میرے مر جانے یا قربان ہو جانے سے سادات کی عزت تو نہ بچ سکتی تھی۔ آخر میں نے دل سخت کیا اور زوجہ سے کہا کہ فی الحال مجھے سوچنے کا وقت دو۔ میں خود تمہیں جواب دوں گا۔ رات کو اٹھا۔ نماز شب ادا کی اور اللہ سے دعا کی کہ خدایا اس بچی کی عزت بچالے۔ خاندان کی ذلت و رسوائی کے بجائے اس معصوم بچی کی زندگی کو ختم کر دے۔ تاکہ میں اپنے بزرگوں کے سامنے سرخرو حاضر ہو سکوں۔ دعا مانگتے مانگتے سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ بچی قریب المرگ ہے۔ گھبرا کر آنکھ کھلی تو بیوی پاس کھڑی تھی۔ اس نے کہا کہ تمہاری بیٹی اچانک بیمار ہو گئی ہے۔ سخت بخار ہے چلو اسے دیکھو۔ جا کر دیکھا تو چہرہ متمتایا ہوا تھا۔ میں کیسا مصیبت زدہ باپ ہوں کہ بچی کا دم توڑنا مجھے اچھا معلوم ہو رہا تھا۔ آخر چند ہچکیاں لے کر میری گود میں جان دے دی اور یوں اپنے خاندان کی عزت بچالی۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ خدا خاندان سادات کی ہمیشہ عزت محفوظ رکھے۔ آمین

والسلام

السید محمد احسن زیدی مجتہد